

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ الْيُوقْتِيَةِ مَنْ يَشَاءُ كَمَا عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

رجسٹرڈ اول نمبر ۸۳۵

تارکاپتہ

القضائل

قادیان

QADIAN

The ALFAZL

۱۶۵

انتخاب

مفتی مدنی

قادیان

ایڈیٹر علامہ منہی

فی پریچہ

میرزا محمد اسحاق

۱۹۲۸

۱۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب میرزا سلطان احمد صاحب کا اعلان

مدینہ منیج

تمام احباب کی اطلاع کے لئے میں یہ چند سطور شائع کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے سب دعووں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ وہ اپنے دعوے میں صادق اور راست تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے۔ جیسا کہ میرے ان مضامین سے آپ لوگوں پر ظاہر ہو چکا ہوگا۔ جو سلسلہ احمدیہ کی خدمات کے متعلق میں شائع کرتا رہا ہوں۔ مگر اس وقت تک بوجہ بیماری اور ضعف کے میں ان مسائل کے متعلق پورا غور نہیں کر سکا۔ جن کے بارے میں قادیان اور لاہوری احمدیوں میں اختلاف ہے۔ اور اسی وجہ سے اب تک اپنی احمدیت کا اعلان نہیں کر سکا۔ مگر اب میں نے سوچا ہے۔ کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے میں اس امر کا سر درست اعلان کر دوں۔ کہ میں دل سے احمدی ہوں۔ جب مجھے اللہ تعالیٰ توفیق دے گا۔ تو میں اختلافی مسائل پر غور کر کے اس امر کا بھی فیصلہ کر سکوں گا۔ کہ میں دونوں جماعتوں میں سے کس کو حق پرست سمجھتا ہوں پس سر درست اپنے احمدی ہونے کا اعلان ان چند سطور کے ذریعے سے کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے دوسرے سوال کے متعلق بھی اپنے فضل سے ہدایت فرمائے۔ اور وہ راہ دکھائے۔ جو اس کے نزدیک درست ہو۔ آمین

حضرت علیؑ تالیف تالیف اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے

جناب حافظ روشن علی صاحب کشمیر سے اور جناب مولوی عبدالمنفی صاحب ناظر بریت لہال رخصت سے واپس آگئے ہیں

مولوی محمد یار صاحب موضع ہرچوکے دموتھراں ضلع گوجرانوالہ بھیجے گئے ہیں۔ جہاں غالباً غیر احمدیوں سے مناظرہ ہوگا۔

صیغہ دعوت و تبلیغ نے سالانہ جلسہ کی تقریروں کے لئے ابھی سے مقرر حضرات کو اطلاع دینے کا انتظام کیا ہے۔ تاکہ سالانہ اجتماع کی شان کے مطابق علمی اور تحقیقی پہلو سے جامع تقریریں کی جائیں۔

(خان بہادر) میرزا سلطان احمد (خلف اکبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اقتباسات

لاہوری جماعت احمدیہ کے آرگن کا آج کل کا رویہ

یہ مسئلہ امر ہے کہ احمدیہ جماعت سے ہمیں اعتقاداً اور مذہباً اختلاف ہے۔ اس لئے اس جماعت کے ہر دو پارٹ ہمارے واسطے ایک نظر اور ایک برابر ہیں۔

ہمارے خیال میں جو کوئی بھی کسی مذہب یا اعتقاد پر ہے وہ اپنے عقیدہ اور یقین کے لحاظ سے خواہ وہ کس قدر ہی راہِ خلافت پر کیوں نہ ہو۔ اپنے آپ کو صراطِ مستقیم پر سمجھتا اور خیال کے ہونے ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص اس کو کسی راہِ خلافت پر چلتا ہوا دیکھ رہا ہے۔ تو یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے کہ اپنے اختیار کے ہونے راستہ کی دلیل اور بیان سے خوبیاں اور فوائد بتائے۔ جس طرح اس کی سمجھ میں آسکے۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ اس کا دل سے ہم خیال اور ہم سفر ہو سکے۔ لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جھوٹ اور بہتان کے پل اس پر باندھ کر حکمانہ وہ کسی دوسرے کو اپنا ہم خیال اور اپنا ہم سفر بنا سکے۔ یہ معیار کوئی خاص کسی مذہب کے واسطے مخصوص نہیں ہر مذہب اور ملت کے راہبروں اور لیڈروں نے اسی طرز عمل سے کم و بیش ترقی کی ہے۔ اور عقل کے انسان سے اس کی لیاقت اور سمجھ کے مطابق تبادلہ خیال کر کے اس میں کامیابی حاصل کی ہے لیکن معاصرین پیغامِ صلح کا طرز عمل اس روشنی کے زمانہ میں کچھ نکالا ہی نظر آتا ہے جس کو ہم کسی اچھی نگاہ سے اس لئے دیکھنے سے قاصر ہیں۔ کہ اس نے قادیانی جماعت کے خلاف پراپیگنڈا کی بنیاد صرف کذب و بہتان اور انرا پر رکھی ہے۔ جس کی کسی مسلمان کو شریعت اسلام نے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

اس جگہ ہم قادیانی جماعت کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتے جس کا آرگن الفضل ہے۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ ان ہر دو پارٹیوں میں کوئی حق پر ہو یا نہ ہو۔ لیکن فاضل معاصرین پیغامِ صلح کے جواب الفضل میں نہایت متانت اور سچائی کے ساتھ دئے جا رہے ہیں جس سے یقین پڑتا ہے۔ کہ تمام اہل الرائے اور انصاف پسند اصحاب کے سامنے اگر الفضل کے طرز عمل میں کوئی اور تبدیلی نہ ہوگی۔ تو پیغامِ صلح جو لاہوری پارٹی کا آرگن ہے۔ اس سے ضرور شکست کھا جائیگا۔ اور اس کے ساتھ اس پارٹی کے امیر جماعت کا بھی لوگوں کے دلوں میں کچھ وقعت اور وقار نہیں رہیگا۔ کیونکہ پیغامِ صلح کے اعتراض میں الفضل کے جو جواب سچائی پر مبنی خیال کئے جاتے ہیں۔ وہ لاہوری جماعت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے متزلزل کر رہے ہیں۔ گو اپنے عیب ہر

انسان کو درست معلوم ہوتے ہیں۔ مگر لوگوں نے اس موجودہ روش کو انصاف کی کسوٹی پر کھڑے کھڑے کو پرکھ لیا ہے۔ ہم غیر جانبدارانہ حیثیت سے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور کو یہ مشورہ دے کر امید کرتے ہیں۔ کہ اگر ان کے پاس کوئی سچائی کا مواد نہیں ہے۔ تو وہ فاضل معاصرین پیغامِ صلح کو اس نکتہ میں خاموشی پر مجبور فرمائیں گے۔ (ذوالفقار لاہور ۲۲ - ستمبر) الفضل۔ معاصرین ذوالفقار کو یہ سن کر خوشی ہوگی۔ کہ اس کے مشورہ کے مطابق مولوی محمد علی صاحب نے پیغامِ صلح کو حال میں ہی خاموش ہو جانے کی ہدایت کر دی ہے۔

پوری پر سینہ زوری

دنیا میں جتنی قسم کے چوریتے ہیں۔ ان میں "سارقان ادبی" سب سے زیادہ پست فطرت اور ذلیل سمجھے گئے ہیں۔ جو شخص خود شعر نہیں کہہ سکتا۔ لیکن شاعر مشہور ہونا چاہتا ہے۔ وہ کسی دوسرے شخص کے خون جگر سے لکھے ہوئے اشعار بے تکلف کہیں سے نقل کر کے ان پر اپنا نام ثبت کر دیتا ہے اور پوری پر سینہ زوری یہ ہے۔ کہ ان اشعار کو اپنے نام سے کسی اخبار یا رسالے میں شائع بھی کر دیتا ہے۔

چہ دلا درست درد سے کہ کیف چراغ دارد
محمدرنگیم صاحبہ نواب محمد علی خاں (مالیہ کوٹلہ) ان ذی علم اور شائستہ مسلم خواتین میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دولت و ثروت کے ساتھ ہی ساتھ مذاق ادب سے بھی بہرہ ور کیا ہے۔ آپ نے ۱۹۲۷ء کے اکتوبر میں چند اشعار امداد ارشاد فرمائے تھے۔ جن میں عشقِ حقیقی اور معرفت خداوندی کے متعلق اپنے پاکیزہ خیالات نظم کئے تھے۔ ان اشعار کا عنوان "نازِ محبت" تھا۔ یہ نظم سب سے پہلے "الفضل" میں شائع ہوئی۔ اور اس کے بعد "شبابِ آدو" اور ایک آدو اور ادبی رسالے میں نقل بھی کی گئی ہے۔

حال ہی میں محمدرنگیم صاحبہ کو کہیں سے امرتسر کا ایک نمائیت لچر رسالہ "راج بھگت" مل گیا۔ آپ نے اس رسالہ کے چند ہی ورق لٹے تھے۔ کہ ایک شعر پر وہی نظم نظر آئی۔ جس کے بعض اشعار میں نہایت عبور و تدبیر بھی کیا گیا تھا۔ اور اس پر آپ کے بجائے "غشی گندن لالی" صاحبہ ادکراچی کا اسم گرامی ثبت تھا۔ رنگیم صاحبہ کو یہ "چوری اور سینہ زوری" دیکھ کر بہت غصہ آیا۔ لیکن کیا کر سکتی تھیں۔ خون کے سے گھونٹ پی کر خاموش ہو رہیں۔

جناب کنڈن لعل صاحبہ منشی "اکراچی" نے پرایا مال مضمون کمنے میں دلیری تو بہت کی لیکن انصاف کہ "فسانہ آداد" کے میاں خوجی کی طرح مقطع میں سکتے پڑ گیا۔ آخری شعر یوں تھا سہ کیوں کر کھول کہ ناز سے خالی ہے میرا دل پیار سے مجھے بھی تیری محبت پہ ناز ہے۔

کنڈن لالی صاحب نے اس شعر کو منقطع بناتے اور اس میں اپنا تخلص کھپانے کی کوشش میں دوسرے مصرع کی یوں حرکت کر دی منشی مجھے بھی تیری الفت پہ ناز ہے۔
یہ لکھنا پروردہ فاش ہو گیا۔ حضرت منشی کے کمالات ملاحظہ ہوں۔ کہ ذرا سے تصرف کی مدد سے بیک جنبشِ قلم دو کام کر دیئے۔ اول شعر کا مطلب ضبط کر دیا۔ دوم مصرعہ کو وزن سے گرا دیا۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کر شہ دوکار (الغلاب ۲۲ - ستمبر)

آریوں کو ہڈی کا چسکہ

ہڈی کے چسکے کے دام میں پھنسے ہوئے ہونے پر بھی کالج کے کرنا دھرتاؤں کی دلی خواہش ہمیشہ یہی رہتی ہے۔ کہ ان کی یہ کمزوری دبی و بائی چلی آئے۔ اور اس کا انکشاف پبلک پر نہ ہو لیکن ان کی بدقسمتی سے ان کے اندر بالیوں اور رشی راموں کی کمی نہیں۔ جوان کی امیدوں کو خاک میں ملانے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ یا ٹھک بانی صاحب سے ناواقف نہیں۔ جس نے اپنی ناواقفیت اندیشی سے ایک وقت کالج پارٹی کو اس قسم کی ٹانگ پوزیشن میں لا ڈالا تھا۔ کہ اگر معاملہ عدالت میں چلتا۔ تو سارے راز افشا ہو جاتے۔ لیکن کالج کے بڑوں کا اثر غالب آیا۔ اور بانی صاحب مقدمہ سے دست بردار ہو گئے۔ اب انہی بانی صاحب سے پھر شوشہ چھڑا ہے۔ اور وہ معلوم ان کی یہ دل لگی اس پارٹی کے کس کس رسوائی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ (رپرکاش ۱۶ ستمبر)

ابن سعود کے وظیفہ خواروں کی فہرست

اخبار سیاست لاہور اپنی اشاعت مورخہ ۲۲ ستمبر میں اپنے نامہ نگار لیم مدینہ منورہ کا ایک مراسلہ شائع کیا ہے۔ جس نے حجاز و نجد کے فرعونہ میزانیہ (بجٹ شدہ) کے حوالے سے یہ تحریر کیا ہے۔ کہ منذر چچا زاد و عماد سلطان ابن سعود سے وظیفہ پارہے ہیں۔
چالیس پونڈ ماہوار زمیندار لاہور۔ ساٹھ پونڈ مسلم اوٹ لک انگریزی خراب
مولانا عبد القادر قصوری چھ ہزار روپیہ سالانہ۔ چھ ہزار روپیہ موبانا
اسمعیل منجر پر دیگنڈا فنڈ سالانہ۔ چار ہزار پانچ سو روپیہ مولانا داد
غزنی امرت سر سالانہ۔ عبد الواحد غزنی چھ ہزار روپیہ سالانہ
خواجہ عبدالغنی تین ہزار روپیہ سالانہ۔ مولوی محمد قاسم پونڈ ماہوار
سید مری خلاق کسبی کراچی۔ اسم جیرا چوری دو ہزار پانچ سو روپیہ سالانہ
خواجہ صاحب دو ہزار روپیہ سالانہ۔
خصت کے وقت سلطان نے مولوی ظفر علی اسمعیل عبد القادر
عبد الواحد داد کو چالیس پونڈ فی کس انعام دیکر رخصت کیا۔ باقی تمام حضرات

میں سے کسی کو بھی پونڈ ماہوار ایک سو پانچ سو روپیہ سالانہ کی اجازت نہیں دی ہے۔

ہندوستان کی خبریں

شمارہ ۲۲ ستمبر اسمبلی میں مسودہ قانون تحفظ عمارت پر ریڈنگ کے فیصلہ کن ووٹ سے مسترد ہو گیا۔

لاہور ۲۲ ستمبر۔ آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت شیخ صادق حسن رئیس امرت سرمنقذ ہوا جس میں کشمیر کے مصیبت زدگان سیلاب کی اعانت کے لئے ۵۰۰ روپے منظور کئے گئے۔ ۱۵۶ روپیہ ریاست کشمیر کے طلبہ کو اور ۷۰ روپیہ باہور پنجاب میں تعلیم پانے والے کشمیری طلبہ کو وظایف دینے کے منظور کئے گئے۔

جھاڑ پھونک اور جتر منتر کے خلاف ریاست جھالاواڑ میں ایک حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ اگر آئندہ سے کوئی شخص اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوگا۔ تو اس پر ۲۰ روپیہ جرمانہ لیا جائیگا۔
۲۲ ستمبر۔ بمبئی کے محکمہ جنگلی میں ایک لاکھ تیرہ ہزار روپیے کی خیانت مجرمانہ کے ۲۵ مقدمات برآمد کئے گئے۔ اس سے سرکاری ادیکل نے بیان کیا کہ ان مقدمات میں ملزموں نے سب سے لکر واپسی مال کے سلسلہ میں ہزاروں روپے غبن کر لئے۔ مقدمات جاری ہیں۔

کشمیر گورنر ۲۲ ستمبر۔ شنبہ کے روزورکت اپ کھولا گیا۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمان کارکن کام پر حاضر نہیں ہوئے۔ اور اسوں نے انکار کر دیا۔ کہ جب تک ان سکونتی مکانات کے تحفظ کا انتظام نہ کیا جائے۔ وہ کام نہیں کریں گے۔

نیپالی نال۔ ۲۵ ستمبر۔ آج جمعیٹھ کو نسل میں راجہ گلن ناتھ بخش سنگھ کے استعفی کے متعلق دلچسپ سوالات و جوابات ہوئے۔ راجہ صاحب گورنمنٹ پنجوں پر بیٹھے ہوئے تھے آپ کے استعفی گورنر نے منظور کر لیا ہے۔

شمارہ ۲۵ ستمبر۔ آج اسمبلی میں پریزیڈنٹ مسٹر بیس نے ڈیلی ٹیلیگراف اور ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگاروں کے متعلق ایک بیان میں کہا کہ چونکہ ان نامہ نگاروں نے صحافی نہیں مانگی۔ اس لئے ان کے پریس ٹکٹ چین لئے جاتے ہیں۔ اور ان دونوں اخبارات کے نامہ نگاروں کو اس وقت تک پریس ٹکٹ کی میں داخل نہیں ہونے دیا جائیگا۔ جب تک کہ وہ پریزیڈنٹ کی مرضی کے مطابق صحافی نہیں مانگیں گے۔

شمارہ ۲۵ ستمبر۔ ایک اعلان منظر ہے کہ مسٹر ترائیڈنٹ ٹھاکر اس بہار گورنر مولوی محمد یعقوب اور میاں محمد شاہ کی عمر رضا مندی کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔

مسٹر شعیب قریشی نے آل پارٹیز کانفرنس کی

مالک غیر کی خبریں

بغداد ۲۱ ستمبر۔ مجلس ملیہ نے ایک قانون پاس کر دیا ہے۔ جس کی رو سے ایک انگریزی شرکت کو بغداد میں برقی روشنی دیا کرنے اور ٹرمیوے چلانے کا ٹھیکہ ۵ سال کے لئے دے دیا گیا۔

لندن ۲۲ ستمبر۔ وارنٹ جرائز میں ۶۰ ایکڑ زمین سمندر میں غرق ہو گئی ہے۔ بہت سے جنگل بھی اس کے ساتھ ہی معدوم ہو گئے ہیں۔ پیارلی کا ایک حصہ بھی ڈوب گیا ہے۔

میڈرڈ ۲۲ ستمبر۔ شہر کا ایک بہت بڑا تعمیر جس میں ۳۰ ہزار آدمی سما سکتے ہیں۔ جسب معمول یکشنبہ کی رات کو تماشائیوں سے کھجی کھج بھرا ہوا تھا۔ جب کھیل کا آخری پردہ اٹھا۔ تو تماشائیوں نے دیکھا کہ منڈروے میں آگ لگی ہوئی ہے۔ یہ آگ آنا فانا تمام تماشہ گاہ میں پھیل گئی۔ کئی آدمی پاؤں کے نیچے دب کر گئے۔ امداد ہم پہنچانے اور گرد و فواح کی عمارات کو ڈھانے کے لئے پولیس اور فوجی انجنیئروں کے دستے بھی طلب کئے گئے۔ لیکن شعلے پڑوس کی عملدوں تک پہنچ گئے۔ اور جلد ہی ہی تمام محلہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح متقلد زن ہو گیا۔ فائر بریگیڈ بالکل بے بس اور لاپتہ ہو گیا۔ اور اپنا کام چھوڑ کر لاشیں برآمد کرنے کے کام میں مہر دت ہو گیا۔ ایک برآمدے سے بارہ لاشیں ایک دوسرے کے اوپر پڑی ہوئی پائی گئیں۔ ۳۵۰ مجردین میں سے بہر کی حالت سخت نازک ہے۔ ابھی تک اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کس قدر لاشیں آگ کے ڈھیر میں پڑی ہیں۔ ۸۰ لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ راستہ میں ۲۵ جھلسی ہوئی لاشیں برآمد ہوئیں۔

سن جان ۲۲ ستمبر۔ اس جزیرے میں پندرہ ہزار انفلوانزا اور پانچ ہزار دیگر بیماریوں کی وارداتیں ہونے سے ڈاکٹروں میں سخت تشویش پھیل رہی ہے۔ بارش اور طوفان باد سے باشندوں کی ہلاکت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

پیرس ۲۲ ستمبر۔ دسر کے سابق وزیر اعظم ثروت پاشا کا انتقال ہو گیا۔

میکسیکو ۲۳ ستمبر۔ سیلو فور ٹرنگل وزیر داخلہ یکم دسمبر سے میکسیکو کی پریزیڈنٹی کا کام سنبھالیں گے۔

ترانہ ۲۳ ستمبر۔ برطانیہ عظمیٰ نے البانیہ کے جدید بادشاہ کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔
قاہرہ ۲۵ ستمبر۔ وزیر خارجہ نے نشاط پاشا مصری وزیر معینہ طران کو لکھا ہے کہ برلن میں نے جدید عہدے کا چارج لینے کے لئے یورپ جانے سے پیشتر آپ کا بل حاصل کیا اور

مجلس دستور اساسی سے استعفیٰ دیدیا ہے۔
۲۲ ستمبر۔ مسٹر دستور پروفیسر رائل انسٹی ٹیوٹ آف سائنس بمبئی نے چیلنج دیا ہے۔ کہ سرنگدیش چندروس کا یہ اصول غلط ہے۔ کہ پودوں میں اس قسم کا اعصابی نظام پایا جاتا ہے جیسا کہ حیوانوں میں ہے۔

شمارہ ۲۶ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مجلس قانون ساز کی سائین کمیٹی کے ممبران نے آج ڈائریکٹری ہند کے ساتھ کھانا کھایا۔ ڈائریکٹری نے ممبران کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا۔ ممبران نے ڈائریکٹری کے ساتھ تبادلہ خیالات بھی کیا۔ بیچ کے بعد ممبران کی میٹنگ ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر جیک کیٹی کے سرگرمی مقرر کئے گئے ہیں۔

راولپنڈی ۲۶ ستمبر۔ امام بارگاہ محلہ میں ایک مسلمان لڑکا بعمر تین سال مچھل کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ کہ کپڑوں کو آگ لگ گئی۔ اور بے چارہ خود بھی آگ کی نذر ہو گیا۔

لکھنؤ ۲۳ ستمبر۔ گذشتہ ۳۳ ستمبر کو موضع اداں ضلع ہردوئی میں ایک عورت اپنے خاندان کے ساتھ سستی ہو گئی تھی وہاں کے تیرہ آدمیوں پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ جو سب کے سب سزایں کی عدالت سے بری کر دیئے گئے ہیں۔

امرتسر ۲۶ ستمبر۔ کل کوچہ کبویاں میں سکھوں کے ہاں چادر اندازی سے شادی ہو رہی تھی۔ کہ چند آدمیوں میں جھگڑا ہو گیا جس نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ سکھوں نے اس لڑائی میں کرپا نہیں اور چاقو نکال لئے اور ایک دوسرے پر برساتے شروع کر دیئے۔ ایک سکھ وہاں ہی مر گیا۔ دو سخت زخمی ہوئے۔

بھرت پور کے سابق افسر علی راہ کشن کو جنھیں دہلی سے گرفتار کر کے لایا گیا تھا۔ اور جن کے خلاف دو مقدمے چل رہے تھے۔ پہلے مقدمہ میں چھ ماہ قید سخت اور دوسرے میں جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔ اور دوسرے مقدمہ میں آپ بری ہو گئے ہیں۔

ایجنٹ نارٹھ ویسٹرن ریلوے نے نارٹھ ویسٹرن ریلوے کو کل ایڈوائزی کمیٹی لاہور کے جلسہ میں بیان کیا ہے۔ کہ اپریل لغات جون ۱۹۲۵ء تک کل آمدنی میں سابقہ سال کی نسبت ۲۶۰ لاکھ کمی واقع ہوئی ہے۔

لندن ۲۵ ستمبر۔ سر ریلپ سیون نائب وزیر محکمہ پر داز انگلستان ۱۴ اکتوبر کو رانچی میں پہنچ کر جوڈھ پور جائیں گے پھر دیگر مقامات سے ہوتے ہوئے لاہور میں ۱۹ اکتوبر کو پہنچ جائیں گے۔ آپ سرحدی علاقہ کا ملاحظہ فرمائیے۔ مختلف جھاڑو نیاں دیکھیں گے۔ ۲۴ اکتوبر کو واپس یورپ چلے جائیں گے۔

اور اخبار افغان کے عنوان سے شائع کیا۔

انبار احمدیہ

فوری اعلان

مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ جماعتوں کے سیکرٹریز کو لگا کر کسی محکمہ مرکزی کی طرف سے کوئی گشتی مٹی بیجی جاتی ہے۔ تو عموماً جواب میں مددگاروں کے پاس کوئی اس قابل جواب نہ ہو۔ تو اس نے جواب دینا ہی مقبول سمجھا۔ لیکن یہ اصول غلط ہے۔ مرکزی دفاتر منتظر رہتے ہیں۔ اور چونکہ خدائے کے فضل و کرم سے انجنوں کی تعداد ہندوستان میں صد ہاتھ تک پہنچ چکی ہے۔ ایک عام خط ہونے میں کافی خرچ و خاک پاتا ہے۔ پھر بار بار یاد دلائیاں بھیجی جائیں۔ تو ہزاروں روپیہ ہر لمحہ کو خرچ کرنا پڑے۔ پس اسراف سے بچانے کے لئے اور اتنا سلسلہ کے نظم کو قائم رکھنے کے لئے یہ فوری ہے۔ کہ ہر خط کا مرکز سے کسی انجن کے نام جائے۔ انجن مذکور فوراً جواب دے۔ اور گوشش کرے کہ اسے معلوم ہو جائے۔ کہ اس کا بواب پہنچ گیا ہے۔ کہ نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جن جن انجنوں میں ہمارے مرکزی خطوط جواب کے لئے پڑے ہوں گے۔ ان کے فوراً جواب صیغہ متعلقہ کو دیدئے جائیں گے۔

ذوالفقار علی خاں۔ ناظر اعلیٰ قادیان

اشدہ ملکانے مرد دفن کرتے ہیں

منطق آگرہ میں اشدہ ہو کر مرے۔ وہ سارے کے سارے دفن کئے گئے۔ اور مرتے وقت ہر ایک شخص اپنے دفنانے کے متعلق گواہوں کے رو بہ دستار بنا۔

سازمین کے علاوہ اکثر دیگر گاؤں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۵ء کو چرنی محلہ کے موضع لستہ ضلع آگرہ جو کہ وہاں اشدہ کیا گیا ہے۔ اس کی بیوی فوت ہو گئی۔ آریوں نے اڑی چربی گاؤں اس کے جلانے کے لئے لگایا۔ مگر ناکام رہے۔ اور وہ دفن کی گئی۔ اس طرح سے آریوں نے ہر موقع پر مردہ جلانے کی کوششیں کیں۔ حتیٰ کہ بعض وفات پوئیس بھی بلانی گئی۔ مگر ناکام رہے۔

عبدالحمی مصلحہ علاقہ ملکانہ

اظہار افسوس

ہمیں یہ معلوم کر کے بہت ہی رنج اور افسوس ہوا۔ کہ ڈاکٹر شفیع احمد صاحب مدظلہ یو جو منقہ دار ہفتا۔ اس کا بیٹا جس کو رش سے خارج ہو گیا۔ اور عدالت کی محنت کی نرا حال رہی۔ ہمیں اس سعادت میں ڈاکٹر صاحب اور ان کے بال بچوں سے پوری ہمدردی ہے۔ احباب دعا کریں کہ خدا ڈاکٹر صاحب کی مشکلات دور کرے۔ اور اپنے فضل سے ان کے لئے خیر و نیکی کے سامان مہیا فرمائے۔

تخریب امداد

حافظ شفیع احمد صاحب ایڈیٹر اخبار لزلہ دہلی بعض مضامین کی بنا پر گرفت کی طرف سے سزا قید محض میں منبلا ہو گئے ہیں۔ بالی کوٹ میں اپیل کا انتظام کیا گیا ہے۔ احباب ان کی واسطے دعا دہی کریں۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی سفارش ہے۔ کہ ان کی تعینت کردہ کتب خرید کر کے حقے الوسح ان کی بیوی بچوں کی امداد کی جائے۔ ان کی ایک تازہ تصنیف "قول سیدہ ام تہتمی میر روپیہ" نے سچ ہے جس میں ہمارے بعض علماء نے کچھ غلطیاں بھی معلوم کی ہیں۔ جن کی تصحیح کا حافظ صاحب نے وعدہ کیا ہے۔ لیکن اس میں بہت سے مفید معلومات بھی ہیں۔ اور یونیورسٹی کے رو میں شایع کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ان کی کتب ہیں۔ جن کی فہرست ان کے لڑکے سے مل سکتی ہے۔ پتہ یہ ہے۔ برکات احمد۔ دفتر رسالہ دستکاری۔ گزری قطب بن چاندنی جو کہ بالی اس طرح ان کے بیوی بچوں کو گزارہ کیواسطے کچھ امداد بھیجی گئی تھی۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ناظر امور عامہ قادیان

| | | | |
|------------|-----------|------------|-----------|
| اسلامی نام | سند و نام | اسلامی نام | سند و نام |
| عبداللہ | دو جہی | نصیب بن | کھرگی |
| حمیدہ | سنگری | ظہور احمد | ہیرا۔ |
| سلطان احمد | ساکا | | |

شاہ نور خان ریزہ کھنیا۔ موضع کیر پور۔ ضلع شاہ پور۔

احمدیوں بنگال کا سالانہ اجتماع

۲۵-۲۶-۲۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو منعقد ہوگا۔ احباب مطلع ہیں۔ خاکسار سید سعید احمد منیر احمدی ایسوسی ایشن بنگال۔

اعلان نکاح

۱۶ نومبر ۱۹۲۵ء میں غلام محمد صاحب دلدیال رائد صاحب ساکن ناگا تحصیل پسرور ضلع سیال کوٹ کا نکاح رابعہ بی بی دختر میاں نور علی صاحب ساکن موضع لہندہ اور کال ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ میاں عبدالغفور صاحب نے مبلغ پانچ سو روپیہ مہر پر پڑھا۔ خاکسار وزیر محمد زولہ اور

ولادت

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے محمد کو قیصر فرزند زینت عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولود کو خادم سلسلہ اور خادم دین بنائے۔ تمام احباب سے درخواست دعا خیر ہے۔ خاکسار محمد رحمت اللہ خاں احمدی کرناہ کشمیر

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے پہلا فرزند عطا

فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولانا کریم سے عمر دراز بخشنے اور صلاح منقی اور خادم سلسلہ احمدیہ بنائے۔ آمین۔

دعائے مغفرت

بہت نیک اور سلسلہ کی خدمت گزار تھی۔ احباب مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں۔ شیخ سبحان علی۔ حال کوئٹہ۔
۲۔ میرا لڑکا عبدالسمیع ۲۵/۹ کو فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔
عبدالحی خان۔ ہیڈ کلر۔ ڈاکٹر انجمن لہا پور

چندہ خاص اور احمدیہ جماعت

منشی عبد الرحیم صاحب کچھ کوئین ضلع مانگو برما سے لکھتے ہیں۔
"باوجودیکہ میرا ایک جنگل میں کلام ہے جب سے آیا ہوں چار کس جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور میں نے مندرجہ ذیل احباب سے چندہ خاص کی رقم وصول کی ہے

میرا چندہ خاص صلحہ۔ منقی فضل کریم صاحب پسروری فضل الرحمن صاحب صلحہ۔ مستری علی بہادر صاحب صلحہ۔ الہیہ مستری صاحب موصوف غا۔ سید محمد ابراہیم صاحب صلحہ۔ ۵۔ مستری محمد ابراہیم صاحب ڈرامیور صلحہ۔ امیر علی صاحب صلحہ۔ الہی بخش صاحب جسرین پل صلحہ۔

جزام اللہ احسن البھار
۲۲ ملک سراج الدین صاحب سمر پال سے ماہ ۱۹۲۵ء کا وعدہ اور ماہ ۱۹۲۵ء نقد ارسال فرما چکے ہیں۔ اب چٹھہ کا اور وعدہ اور اللہ سے نقد ارسال فرماتے ہیں۔

۳۳ حیدر آباد کن سے سیٹھ محمد غوث صاحب جماعت انجن احمدیہ لکھتے ہیں۔

۳۴ میری طبیعت علیل رہی ہے۔ علی الحساب۔ ۵۰ چندہ خاص کا ارسال کرتا ہوں۔ باقی رقم عنقریب بھیج کر کل وعدہ ایفاد کر دیا جائیگا۔

۳۵ نوشہرہ چھاؤنی۔ ضلع پشاور کی جماعت میں مندرجہ ذیل احباب کا وعدہ بشرح میں فیصدی ہے۔ بابو محمد شفیع صاحب

ملوک نہ صرف تین فیصدی بلکہ ایک نشست ادا بھی کر دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد رمضان۔ قاضی محمد علی۔ شیخ احمد اللہ صاحب سکرٹی مال

دعوت صاحب۔ بابو محمد عبداللہ صاحب جنرل سکرٹی۔ عبدالرحمن صاحب صاحب۔ مرزا غلام حیدر صاحب بی۔ اے ڈیکل پریزیڈنٹ نے اپنا

چندہ خاص نشست ادا فرمادیا ہے۔ ان کے سوا باقی تمام احباب کے وعدہ

مرزا محمد شفیع اخباریت ناظریت سال قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قبضہ قادیان دارالامان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء جلد ۱۶

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ - مُحَمَّدٌ اَوْ وَصَلَتْ عَلٰی سُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

۱۶۱
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ہوالہ:

نہروپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

(۱)

اس وقت تک نہروپورٹ اس قدر زیر بحث آچکی ہے۔ کہ مجھے شاید اس سے تفصیل روشناس کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ رپورٹ ۱۲ اگست ۱۹۲۷ء کو شائع ہوئی ہے۔ اور اس وقت تک اس کی اشاعت پر ڈیڑھ ماہ گزر چکا ہے۔ میں نے ۸ اگست سے ۸ ستمبر تک ایک خاص درس قرآن کریم کا شروع کیا ہوا تھا جس میں شامل ہونے کے لئے پانچسو کے قریب زن و مرد ہندوستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے تھے۔ اس لئے اس وقت تک تو میں اس کی طرف توجہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ میرا سارا دن درس یا درس کی تیاری میں لگ جاتا تھا۔ اس کے بعد چند دن گذشتہ ماہ کے جمع شدہ کام کے نکلانے میں لگے جب میں فارغ ہوا۔ تو نہروپورٹ کی تلاش کی۔ لیکن باوجود تلاش کے اس کی کوئی کاپی میسر نہ آئی۔ اور آخری اطلاع لاہور سے یہی آئی۔ کہ تیسرا ایڈیشن چھپنے پر ہی یہ کتاب دستیاب ہو سکے گی۔ چونکہ پہلے ہی کاپی دیر ہو چکی تھی۔ مجھے اس کا بہت افسوس ہوا۔ لیکن کچھ کیا نہ جاسکتا تھا۔ اسی اثناء میں میرے گھر سے شدہ سے واپس آئے۔ اور میں انہیں لینے کے لئے امرتسر کے سٹیشن پر گیا اور میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ جبکہ میں نے وہاں کے ایک سٹال پر دو نسخے نہرو کیٹی کی رپورٹ کے دیکھے۔ مغرض اس طرح ۲۱ ستمبر کو مجھے نہرو رپورٹ کی کاپی ملی۔ اور اسی وقت سے میں نے اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ چونکہ پہلے ہی کاپی دیر ہو چکی ہے۔ میں فوراً ہی افضل کے ذریعہ سے اس کے متعلق اپنی رائے کا باقسطا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی۔ تو بعد میں اسے رسالہ کی صورت میں بھی شائع کر دیا جائیگا۔

کیا نہرو کیٹی کسی صورت میں بھی ہندوستان کی نمائندہ کہلا سکتی ہے

میں نے بیٹی کے مقام پر ۲۹ مئی ۱۹۲۷ء کو مقرر کیا تھا۔ یہ آل پارٹیز کانفرنس کیا تھی۔ اور کس طرح وجود میں آئی۔ اس کا حال بھی اسی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے فسادات کو دیکھ کر دسمبر ۱۹۲۶ء کے اجلاس نیشنل کانگریس نے گوانی ٹی کے مقام پر ایک ریزولوشن پاس کیا تھا۔ کہ رورکنگ کمیٹی ہندو اور مسلمان لیڈروں سے مشورہ کر کے ایسی تجاویز کرے۔ کہ جن کے ذریعہ سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین جو قابل افسوس تنازعات ہورہے ہیں۔ دور کئے جاسکیں۔ اور رورکنگ کمیٹی

سب سے پہلے تو میں اس سوال کو لیتا ہوں۔ کہ کیا نہرو کیٹی تمام ہندوستان کی نمائندہ کہلا سکتی ہے۔ اور اس کے فیصلہ کو اس عزت کی نگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے۔ جو ایک ملک کی نمائندہ کمیٹی کی رپورٹ کو حاصل ہونی چاہئے۔ اس سوال کا جواب دینے کے لئے میں خود ہی رپورٹ کے بیان کو لیتا ہوں۔ میرے نزدیک اس رپورٹ کو پڑھ لینا ہی اس امر کے معلوم کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ اس کمیٹی کو کسی صورت میں بھی ملک کی نمائندہ کمیٹی نہیں کہا جاسکتا۔ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہرو کیٹی کو آل پارٹیز کانفرنس

اپنی رپورٹ ۳۱ مارچ ۱۹۲۷ء سے پہلے پہلے پیش کرے (نہرو رپورٹ) اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے رورکنگ کمیٹی ہندو اور مسلمان لیڈروں سے مشورہ کرتی رہی۔ لیکن اسی اثنا میں ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو بعض بڑے بڑے مسلمان لیڈروں نے دہلی کے مقام پر ایک اجتماع کیا۔ اور ہندو مسلم فسادات کو مٹانے کے لئے بعض تجاویز شائع کیں جنکا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمان مشترک انتخاب پر رضامند ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ (۱) سندھ کو مستقل صوبہ بنا دیا جائے (۲) صوبہ سرحد اور بلوچستان کو بھی وہی حقوق دے دئے جائیں۔ جو دوسرے صوبوں کو حاصل ہیں (۳) پنجاب اور بنگال میں آبادی کی تعداد کے مطابق سب اقوام کو حقوق نیابت حاصل ہوں (۴) مرکزی دارالوزار (پارلیمنٹ) میں مسلمانوں کو کم سے کم ایک نہائی نیابت ملے۔

رورکنگ کمیٹی نے ان تجاویز کے شائع ہوتے ہی ایک فیصلہ کیا۔ اور ایک ریزولوشن پاس کیا۔ کہ وہ مسلمانوں کے اس فیصلہ پر خوش ہے کہ انہوں نے مشترک انتخاب کی تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ ان کی پیش کردہ تجاویز کو بطور بنیاد قرار دیکر ہندوؤں اور مسلمانوں میں سمجھوتہ کرنے میں کامیابی ہو جائیگی۔ اس کے بعد ہی رورکنگ کمیٹی نے پھر ایک اجلاس کیا۔ اور مسلمانوں کی تجاویز کی بنیاد پر ایک زیادہ تفصیلی تجویز کو منظور کیا اور اساتذہ کے ساتھ انڈین کانگریس نے بھی رورکنگ کمیٹی کی تجویز کو معمولی سی اصلاح کے بعد منظور کر دیا۔

آل انڈیا کانگریس نے اسی اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا۔ کہ رورکنگ کمیٹی کو کونسلوں کے نمبروں اور مختلف اقوام کی پولیٹیکل پارٹیوں سے مشورہ کر کے ایک سو اراج کی سکیم تیار کرنی چاہئے۔ اور اس کی تیاری میں دوسری ایسی ہی یعنی سیاسی مزدور پیشواؤں کی۔ تجارتی اور فرقہ دارانہ انجمنوں سے بھی تبادلہ خیالات کرنا چاہئے۔

اس کے معاً بعد برلن فیڈریشن نے بھی ایک ریزولوشن پاس کیا۔ جس میں اس نے مسلمان لیڈروں کے اعلان پر خوشی کے اظہار کے علاوہ یہ بھی پاس کیا۔ کہ مسلمانوں کی تجویز کے متعلق مختلف اقوام کے باقاعدہ طور پر منتخب شدہ نمائندوں کو جلد سے جلد غور کر کے ایک مفصل فیصلہ چھپانا۔ برلن فیڈریشن کے جلسہ کے بعد سلم لیگ نے بھی ایک جلسہ کیا۔ اور یہ ریزولوشن پاس کیا۔ کہ لیگ کونسل ایک سب کمیٹی مقرر کرے جو انڈین نیشنل کانگریس کی رورکنگ کمیٹی کے ساتھ ملکر ہندوستان کے لئے ایک قانون اساسی تیار کرے۔ جس میں مسلمانوں کے حقوق کی پورے طور پر نگہداشت کر لی گئی ہو۔

ادھر تو برلن فیڈریشن اور سلم لیگ نے سذر جب بالازیرولوشن پاس کئے۔ ادھر کانگریس کی رورکنگ کمیٹی نے کانگریس کے منشور کے مطابق مختلف انجمنوں کو دعوتی رقعے بھیجے۔ جن میں سے مسلمانوں کی دو انجمنیں تھیں ایک تو آل انڈیا مسلم لیگ دوسری خلافت کمیٹی۔ اس کے مقابلہ میں پارسیوں کی چار انجمنوں کو دعوت دی گئی۔ ریاستوں کے باشندوں کی تین انجمنوں

ان میں سے بھی اکثر نے اقرار کیا کہ ان کی ذاتی رائے مخلوط رہنما کی تائید میں ہے۔ لیکن ان کے ہم وطنوں کی رائے جداگانہ انتخاب کے حق میں ہے۔ وہ ایک قابل دید نظارہ تھا۔ مسٹر جناح کی تمام کوششوں کے باوجود مختلف صورہ جات اور مختلف جماعتوں کے نمائندے جداگانہ انتخاب کے حق کو چھوڑنے پر تیار نہیں تھے۔ آخر مسٹر جناح نے جو پریذیڈنٹ تھے۔ اٹھکھکھکھ لفظوں میں کہا۔ کہ وہ اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ کوئی باقاعدہ ایسوسی ایشن نہیں۔ وہ مسلمانوں کی عام رائے کو سمجھ گئے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ ان کی رائے مخلوط انتخاب کے حق میں ہے مگر وہ مسلمانوں کے نائب ہونے کی حیثیت سے ہندوؤں سے سمجھوتہ کے وقت اس امر کو پیش کریں گے جس طرف مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

یہ کانفرنس دہلی کے میں مسلم لیڈروں کے فیصلہ پر غور کرنے کے لئے بیٹھی تھی۔ اور اس میں مخالف اور موافق ہر قسم کے خیالات کے لوگ تھے۔ لیکن باوجود اس کے کہ اس کے سامنے نہ مدراس کانگریس کے ریزولوشن تھے۔ اور نہ ہندو کمیٹی کے بلکہ دہلی کے مسلم لیڈروں کی تجویز تھی۔ جو مدراس کانگریس اور ہندو کمیٹی کی نسبت مسلمانوں کی رائے کے بہت زیادہ قریب تھی۔ مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے نمائندوں کی ایک زبردست اکثریت نے اسے رد کر دیا۔ حتیٰ کہ خود اس تجویز کے مجوزوں میں سے بھی بعض آدمی صیغے کہ سر محمد شفیع اس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ پس جبکہ مسلمان کا ایک اجتماع مخلوط انتخاب کی تجویز کو رد کر چکا تھا۔ تو اس سے یہ بات ظاہر ہو چکی تھی۔ کہ مسلمانوں کی اکثریت مخلوط انتخاب کے مخالف ہے۔ پھر باوجود اس کے آل پارٹیز کانفرنس نے کیوں ان مخالف خیالات والوں کو دقت نہیں دی۔ اگر نہیں دی تو بھی وہ تمام خیالات کی نمائندہ نہیں کہلا سکتی۔ اور اگر دی اور انہوں نے اس دعوت کو رد کر دیا تو بھی ثابت ہوا کہ ہندوستان کی ایک زبردست قوم کی اکثریت کو اس آل پارٹیز کانفرنس پر کسی قسم کا کوئی اعتبار نہ تھا۔ حتیٰ کہ وہ اس کے جلسوں میں شامل ہونا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔ پس اس کانفرنس کو ہندوستان کا نمائندہ کون کہہ سکتا ہے۔ مگر میں جو دعوتیں اور ہندو رپورٹ سے نقل کر آیا ہوں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کانفرنس کلکتہ لیگ کی بھی جو حقیقت ایک ہی مسلمانوں کی آواز تھی۔ نمائندہ نہ تھی۔ کیونکہ ہندو رپورٹ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے اپنے نمائندوں کو یہ ہدایت دی تھی۔ کہ جب تک کلکتہ سیشن کے پاس کردہ ریزولوشن کو پہلے تسلیم نہ کر لیا جائے۔ اس وقت تک وہ اس کی کارروائی میں حصہ نہ لیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس ریزولوشن کو لیگ نے کب مسترد کیا۔ ہندو رپورٹ سے یہ

معلوم ہوتا ہے کہ اس ہدایت کو بھی مسترد نہیں کیا گیا۔ پھر جس ہندو رپورٹ کو بیٹھی کانفرنس کی تجویز کے ماتحت جو سب بیٹھی بنی تھی۔ اس میں مسلم لیگ کے نمائندے اسی ہدایت کے ماتحت ممبر ہو گئے تھے۔ نہ کہ اس سے آزاد ہو کر اور وہ ہدایت یہ تھی کہ کلکتہ لیگ کے ریزولوشن کو کلی طور پر تسلیم کئے بغیر مسلم لیگ قانون اسکا پر غور کرنے کے لئے طیار نہیں۔ بیٹھی کانفرنس کے دوران میں یا اس کے بعد کوئی جلسہ لیگ کا ایسا نہیں ہوا۔ جس میں اس شرط کو توڑ دیا گیا ہو۔ پھر کس طرح جائز ہو سکتا تھا۔ کہ لیگ کے نمائندے اپنے اختیار سے باہر جا کر کوئی کام کریں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہندو کمیٹی نے کلکتہ ریزولوشن کو کلی طور پر تسلیم کیا۔ وہ خود اقرار کرتی ہے کہ نہیں۔ (دیکھو ہندو رپورٹ صفحہ ۱۷) مسلم نمائندے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ نہیں۔ اور اگر ہندو کمیٹی نے کلکتہ ریزولوشن کو تسلیم نہیں کیا۔ تو لیگ کے فیصلہ کے مطابق اس کے نمائندوں کو اس کے ساتھ مل کر کام کرنے کی اجازت ہی کب ہو سکتی تھی۔ اور اگر وہ باوجود کونسل کی ہدایت کے اس کمیٹی کے اس فیصلہ کے بعد کہ کلکتہ کی تجویز میں تبدیلی کر دی جائے۔ اس کمیٹی کے ساتھ بیٹھے رہے ہیں۔ تو یقیناً وہ لیگ کے نمائندے نہ تھے۔ وہ لیگ کونسل کے فیصلہ کے مطابق اسی وقت سے لیگ کی نمائندگی سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ جب سے انہوں نے کلکتہ ریزولوشن کے خلاف فیصلہ کو سن کر کمیٹی سے قطع تعلق نہیں کیا۔ اور اس صورت میں یہ بات خوب اچھی طرح ظاہر ہے۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا وہ حصہ جو مسٹر جناح کی صدارت میں کام کرتا ہے۔ اس کی نیابت بھی اس کمیٹی کو حاصل نہ تھی۔ اور اس طرح کمیٹی مسلمانوں کے نمائندوں سے بالکل خالی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ مولانا شوکت علی مسٹر محمد یعقوب حسرت موہانی مولوی شفیع داؤدی اور دوسرے مسلم لیگ اور خلافت کے سرکردہ ممبر ہندو کمیٹی کی مخالفت کر رہے ہیں۔

مجھے اس تفصیل سے اس مسئلہ پر اس لئے لکھنا پڑا ہے کہ میں نہایت ہی تکلیف سے دیکھ رہا ہوں کہ ہندوستان کے کروڑوں لوگوں کو گائے اور میں کی طرح ہانکا جا رہا ہے۔ سو وہ آدمی ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے فیصلہ کو پڑے موٹے لفظوں میں ہندوستان کے لیڈروں کا فیصلہ قرار دیکر شائع کر دیتے ہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ کہ لیڈروں کو لوگوں کو کس نے بنایا ہے۔ دنیا کے کسی اور ملک میں اس سے زیادہ ذلت اور حقارت جمہور کی نہیں کی جاتی۔ فرض کر لیا جاتا ہے کہ باقی سب ملک چند آدمیوں کی جائداد ہے۔ وہ اس سے جس طرح چاہیں معاملہ کریں۔ میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے پچھلے سال یونیورسٹی کانفرنس میں دیکھا کہ مجمع شدہ لوگوں میں سے

بھی بعض کو بعض لوگ ڈانٹتے تھے۔ کہ اپنے لیڈروں کی قدر کیوں نہیں کرتے۔ اور ان کی بات کیوں نہیں مانتے۔ میرا دل کمی بار چاہا کہ پوچھوں کہ کیوں صاحب ان بعض اصحاب کو باقی لیڈروں کا لیڈر کس نے بنایا ہے۔ مگر آداب مجلس کی وجہ سے خاموش رہا۔ مگر میں نے اس بنا پر شہد میں ایک سیکر ویا۔ اور اس میں یہ بیان کیا کہ ہندوستان لیڈروں کی کمی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ پیردوں کی کمی کی وجہ سے نقصان اٹھا رہا ہے۔ ہر اک جو سیاست میں کچھ حصہ لیتا ہے اپنے آپ کو لیڈر سمجھنے لگتا ہے۔ اور کبھی خیال نہیں کرتا۔ کہ میرے پیچھے کوئی جماعت ہے بھی یا نہیں۔ سائن کمیشن کی آمد پر جو میں نے ٹریکٹ شائع کیا تھا۔ اس ذلت بھی میں نے لکھا تھا۔ کہ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر شہر اور قصبہ میں مسلمان اپنی انہیں بنائیں۔ اور تمام مختلف خیال مسلمانوں کو ان کا ممبر بنائیں۔ اور پھر ہر ایک تجویز کے متعلق ہر شہر اور قصبہ سے آواز بلند ہو۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ مسلمانوں کی عام رائے کیا ہے۔ اور بعض بلند آہنگ لوگ اپنی رائے کو مسلمانوں کی رائے نہ قرار دے سکیں۔ اب میں پھر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ نہ آل انڈیا کانفرنس ہندوستان کی نمائندہ تھی۔ اور نہ ہندو کمیٹی مسلمانوں کے کسی فریق کی ہی نمائندہ تھی ایک خاص خیال کے لوگوں کی ایک کانفرنس ہوئی اور اس میں سے بھی مسلمانوں کی نیابت کو عملاً خارج کر کے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی۔ جس کی رپورٹ اب ہندوستان کے نمائندوں کی رپورٹ کے نام سے مشہور کی جا رہی ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ ہندو کمیٹی یا آل پارٹیز کانفرنس سب فرقوں اور جماعتوں کی نمائندہ نہ تھی۔ لیکن اگر وہ ایک ایسی رپورٹ پیش کرتی ہے۔ جس میں مختلف اقوام کے حقوق کی نگہداشت کر دی گئی ہے۔ تو کیا اسے رد کیا جانا جائے گا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ہرگز نہیں اگر وہ رپورٹ ایسی ہی ہے۔ تو ہم اسے ضرور قبول کریں گے۔ لیکن ہماری بے اعتباری جو اس وقت تک ہندو مسلم مذاکرات کا سب سے بڑا موجب ہے۔ اور ابھی بڑھ جائیگی۔ اور ہمارے دل ضرور یہ کہیں گے۔ کہ جب قانون اساسی کے بنائے ہوئے مسلمانوں کی نیابت کا خیال نہیں رکھا گیا۔ تو آئندہ چھوٹے تو ذہین بنائے ہوئے مسلمانوں کے احساسات کا خیال کب رکھا جائیگا۔ مگر یہ حال چوتھے رپورٹ ہمارے سامنے آگئی ہے۔ اس لئے اس کے حسن نتیجہ کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اس پر غور کرنے کے بعد بھی میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ یہ تسلیم ہرگز ملک کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً مسلمانوں کو تو اس سے سخت نقصان پہنچے گا۔ اندیشہ ہے۔

پیرجماعت علی شاہ صاحب اور ریاست جہوں

ریاست جہوں دکن شیر کی حکومت نے ایک سرکاری بیان میں ان وجوہات کا ذکر کیا ہے۔ جن کی وجہ پیرجماعت علی شاہ صاحب کی ریاست میں داخلہ بند کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

”انجمن اہل سنت الاسلام جہوں نے جب اپنا سالانہ جلسہ ہال جہوں میں اپریل ۱۹۲۲ء کو کیا۔ تو پیرجماعت علی شاہ صاحب نے بحیثیت اس کے صدر ہونے کے ایک تہایت جوشیلی تقریر کی۔ اور مسلمانوں کے فرد احمدی کے مذہبی جذبات کے برخلاف بھی بہت کچھ کہا۔ پیر صاحب موصوف کی صدارت میں اور بھی بہت سی جوشیلی تقریریں ہوئیں۔ جن سے مختلف فرقوں میں منافرت پھیل جانے کا اندیشہ تھا۔ اور اس عامہ کے لئے جس خطرناک تھیں یہ صورت حالات اس سے پہلے بھی واقع ہو چکی تھی۔ اور

یہ کوئی پہلا موقع ہی نہ تھا۔ ۱۹۱۵ء میں بھی جب پیر صاحب جہوں تشریف لائے تھے۔ تو انہوں نے اپنا ناجائز پروپیگنڈا شروع کر دیا تھا۔ اور اس کے بعد جب دوبارہ ۱۹۱۵ء میں آئے۔ تو انہوں نے کھلم کھلا ایک نہایت فتنہ انگیز اور باغیانہ تقریر کی تھی۔ لیکن چونکہ یہ ان کی طرف سے پہلا موقع تھا۔ اس لئے ریاست نے اسے نظر انداز کر دیا۔ لیکن گورنمنٹ کی اس نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے

پیر صاحب جب ۱۹۱۶ء میں اپنے بیٹے کے ہمراہ تشریف لائے۔ تو انہوں نے پھر انجمن اسلامیہ جہوں کے تحت میں دیسی ہی قابل اعتراض تقریریں کیں۔ اور نہایتیں ہمارا جہاد کے متعلق بھی بہت ناخوش گواریاں کیں۔ چنانچہ پیر صاحب کو اور آپ کے بیٹے کو جہوں سے حدود ریاست میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی گئی۔ اور

انجمن اسلامیہ کو بھی اس سے باز رہنے کو متنبہ کر دیا گیا۔ بائیں ہمہ پیر صاحب موصوف اور ان کے بیٹے کو پھر اجازت دیدی گئی۔ کردہ پہلے سپرنٹنڈنٹ پولیس کی اجازت سے حدود ریاست میں آجاسکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کوئی ایسی جوشیلی تقریر نہ کریں۔ جس سے عامۃ الناس کے امن میں خلل پڑنے کا احتمال ہو۔ بعد ازاں یہ حکم بھی منسوخ کر دیا گیا۔ اور

ہمارا جہ صاحب بہادر کی کمال تہربانی سے اور انجمن کی ذمہ داری پر آپ کو آنے کی پھر اجازت دیدی گئی۔ مگر انہوں نے پیرجماعت علی شاہ صاحب کے متعلق جو فیصلہ کیا وہ رعایا کے امن و امان اور انصاف کے لحاظ سے نہایت ضروری اور دوراندیشی پر مبنی ہے۔ پیر صاحب سے بار بار رد کر دیا گیا۔ مگر انہوں نے اس کی قدر نہ کی۔ اب اگرچہ انہوں نے اپنے وعدوں اور معافی ناموں کا کوئی اعتبار باقی نہیں رہنے دیا۔ تاہم اگر وہ اپنی سابقہ روش ترک کر لیتے۔ اس سے اندازہ

اشارا

ہندو کمیٹی کی رپورٹ کی تجاویز کے متعلق بحث کے سلسلے میں مسلم خواتین کے دوٹ دینے کے سوال کو عجیب و غریب پیراؤں میں حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ چونکہ مسلمان خواتین غیر مسلم عورتوں کے مقابلہ میں بہت کم تعلیم یافتہ ہیں۔ ملاوہ ازیں پردہ داری اور شرم و حیاء کی زندگی بسر کرنے کی وجہ سے بمقابلہ غیر مذہب کی عورتوں کے دوٹنگ کی کوشش میں پڑنے سے پرہیز کریں گی۔ اس لئے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ وہاں بھی خطرہ ہے کہ وہ اقلیت میں رہیں گے۔ نئی الورا یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔

اس کے جواب میں ہندو رپورٹ کے حامی مسلمان جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے۔ ”مسلمان عورتیں جب داتا گنج پیران کلیر۔ بابا زید کلنگ اور سیلوں تماشوں میں جاسکتی ہیں۔ تو دوٹ دینے کے لئے پولنگ سٹیشن پر کیوں نہیں جاسکتیں“

ان الفاظ میں جن مقامات پر عورتوں کے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں کی قباضوں سے کون واقف نہیں اور کون باخبرت مسلم ہوگا جس کی یہ کوشش نہ ہو۔ کہ عورتوں کو ایسے محلوں میں جانے سے روکا جائے۔ اور سیلوں تماشوں میں شامل ہونے سے باز رکھا جائے۔ یہ دلیل دینے والے غالباً خود بھی گوارا نہ کرتے ہونگے۔ کہ ان کی عورتیں ایسے محلوں میں دنگاتی پھریں لیکن حیرت ہے۔ کہ ہندو رپورٹ کے حامی بڑی ذرا خوشحالی سے ان میں پولنگ سٹیشن کا اضافہ فرما رہے ہیں۔ اور اس کوشش کا ہمراہ اس شخص کے سر باندھ رہے ہیں۔ جو غازی کہلاتا ہے۔ جب غازیوں کی غیرت حمیت کا یہ حال ہو۔ تو دوٹ دینا کا کیا کہنا۔

اس سے بھی بڑھ کر ایک ”مولانا“ فرماتے ہیں:- ”جب تم اپنی عورتوں کو خود آزاد کر رہے ہو۔ ان میں مغربیت کی روح بھونک رہے ہو۔ پردے اٹھا رہے ہو۔ تو کیا دوٹ دینے کے قابل نہ بنیں گی“

مطلب یہ کہ دوٹ دینے کے قابل بنانے کے لئے عورتوں کو آزاد کرنے ان میں مغربیت کی روح بھونکنے اور ان کا پردہ اٹھادینے کے جواز کا فتوے مل رہا ہے۔ اس سے اندازہ

لگایا جاسکتا ہے۔ کہ جب ہندو سکیم کے جاری ہونے سے قبل مسلمان کے ”مولانا“ شریعت اسلامیہ کی اس طرح تحقیر کرنے پر اترتے ہیں۔ تو اس کے اجر کے بعد وہ کیا کچھ کریں گے۔

اسی سلسلے میں مسلم خواتین کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”وہ اپنی تنومندی کے لحاظ سے غیر مسلم عورتوں سے بدرجہا زیادہ مضبوط اور زیادہ مستعد ثابت ہوں گی“

اگر ہندو سکیم میں دوٹ کا حق عورتوں کی ”تنومندی“ کے لحاظ سے رکھا گیا ہے۔ اور یہ بھی درست ہو۔ کہ مسلمان خواتین غیر مسلم عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ تنومند بہوتی ہیں۔ تو کہا جاسکتا ہے۔ وہ ہندو عورتوں کی نسبت بدرجہا زیادہ مضبوط اور زیادہ مستعد ثابت ہوں گی۔ لیکن اگر یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ ”تنومندی“ میں ہندو عورتوں کی فوقیت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ تو یقیناً مسلمان اس پہلو سے بھی سخت گھائے میں رہیں گے۔

ایک ”مولانا“ نے مسلمانان پنجاب کو اپنی اکثریت کو ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے قربان کر دینے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ ”میں نہ تو بچپن فیصدی کا حساب جانتا ہوں۔ نہ سو فیصدی کا حامی ہوں۔ میرا ایمان ہے۔ کہ مسلمان اگر مسلمان ہی تو اسے اعداد و شمار کی پردہ نہ ہونی چاہیے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جنگ بدر میں کتنے مسلمان تھے۔ جنہوں نے کفار پر فتح پائی“

مسلمان کی یہ نئی تعریف کرا سے اعداد و شمار کی پردہ نہ ہونی چاہیے۔ اتنی حیرت انگیز نہیں۔ جتنا جنگ بدر کی مثال کا اس موقع پر چسپاں کرنا۔

بدر کے میدان میں مسلمان پر چیاں ڈالنے کے لئے جمع نہ ہوئے تھے۔ نہ ان کے لئے یہ قانون نافذ تھا۔ کہ ایک شخص ایک ہی پرچی ڈال سکتا ہے۔ درگہ گرفتار کر لیا جائیگا۔ بلکہ ایک ایک مسلم کو کئی کئی کفار کو موت کے گھاٹ اتارنے کی طاقت بخشی گئی تھی۔ اب جبکہ کسی مسلمان کو ایک سے زیادہ پرچی دینے کا اختیار ہی نہ ہوگا۔ تو کس طرح کہا جاسکتا ہے۔ کہ اسے اعداد و شمار کی پردہ نہ ہونی چاہیے۔“

اس قسم کی باتیں محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی چالیں ہیں۔ اور افسوس یہ ہے۔ کہ یہ چالیں مولانا کہلانے والے چل رہے ہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس وقت غور و تدبر سے کام نہ لیا۔ اپنے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت پر پوری طاقت اور قوت سے نہ کی۔ تو ان کے گلے میں ایسا خطرناک پھندا پڑ جائیگا جس سے کبھی نخلی نہ حاصل کر سکیں گے۔

صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت

(رازیاناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب مسند حرمین)

مال اور پچھرا رحم

ایک دن آنحضرت نے فرمایا۔ کئی دفعہ جب میں نماز پڑھاتا ہوں۔ تو میرا ارادہ ہوتا ہے۔ کہ نماز کو لمبی کروں گا۔ اتنے میں پچھے سے کسی بچے کے رونے کی آواز آجاتی ہے تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ تاکہ مال کو تکلیف نہ ہو

مال سے بے رغبتی

عقبہ بن معانی کہتے ہیں۔ کہ میں نے مدینہ میں آنحضرت کے پیچھے ایک دفعہ عصر کی نماز پڑھی۔ آپ سلام پھیرتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور اتنی جلدی گھر میں تشریف لے گئے کہ لوگ حیران ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب واپس تشریف لائے۔ تو لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خیر تعالیٰ؟ آپ نے فرمایا۔ مجھے کچھ سونایا دیا گیا تھا۔ جو گھر میں پڑا رہ گیا تھا۔ اور یہ بات بری لگی۔ کہ مجھے اس کا خیال بھی آئے۔ اس لئے جلدی سے جا کر اسے خیرات کر آیا۔

عورت کی عزت

ان بن بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صومہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے عثمان سے مدینہ واپس آ رہے تھے۔ کہ اچانک آپ کی اونٹنی کا پیر پھسل گیا۔ اور آپ معہ اپنی بیوی صفیہ کے اس پر سے گر پڑے۔ ابو طلحہ صحابی یہ حالت دیکھ کر اپنے اونٹ پر سے کودے۔ اور دوڑ کر آنحضرت کے پاس پہنچے۔ عرض کیا۔ صدقے جاؤں۔ کون چوٹ تو نہیں لگی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ابو طلحہ پہلے عورت کی خبر لو۔ اس پر ابو طلحہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ اور حضرت صفیہ کے پاس گئے۔ اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر سواری کو درست کیا اور دونوں کو سوار کرایا۔

ہلکے پیٹ کھاؤ

ایک دفعہ ابو جحیفہ بن صحابی نے عمدہ کھانا پیٹ بھر کر کھایا اور آنحضرت کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اور وہاں بیٹھے بیٹھے زور سے ڈکاری۔ آپ نے فرمایا۔ جو لوگ دنیا میں ٹھونس ٹھونس کر کھائیں گے۔ وہ قیامت میں بھوکے رہیں گے۔ نصیحت

سن کر ابو جحیفہ نے پھر کبھی ساری عمر پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا اگر رات کو کھاتے۔ تو دن کو بھوکے رہتے۔ اور دن کو کھالیتے تو رات کو فاقہ کرتے۔

۱۷۳

صحابہ کا رنگ

آنحضرت کے اصحاب مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ اپنی مجلسوں میں اشعار بھی پڑھتے تھے۔ اور جاہلیت کے زمانہ کے قہقہے بھی سنایا کرتے تھے۔ ہنسی مذاق بھی کر لیتے تھے۔ سیر و شکاری کیا کرتے تھے۔ بال بچوں سے بھی مشغول ہوتے تھے۔ لیکن جب کوئی دین کا کام آ پڑتا تھا۔ تو سب باتیں چھوڑ کر اس میں اتنے محو ہو جاتے تھے۔ کہ گویا دیوانے ہو گئے ہیں۔

صحابہ ہمیشہ اپنے قصور کی نرا کے لئے تیار رہتے

ایک صحابی تھے سلمہ بن صبر۔ ان سے ایک گناہ ہو گیا۔ انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا۔ کہ مجھے کڑ کر آنحضرت کی خدمت میں لے چلو۔ ان لوگوں نے انکار کیا۔ اس پر وہ خود حاضر ہوئے۔ اور اپنی غلطی بیان کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ سلمہ تم اور یہ کام! انہوں نے جواب دیا۔ ہاں یا رسول اللہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آپ جو سزا مناسب ہو دیں۔ میں خدا کے حکم پر حاضر ہوں گا۔

تہجد گزار لڑکا

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک رات آنحضرت کے گھر میں اپنی خالہ کے پاس سویا۔ رات کی خالہ میمونہ دم آنحضرت کی بیوی تھیں) آنحضرت کی باری اس دن وہیں کی تھی۔ آپ پچھلی رات تہجد کی نماز کے لئے اٹھے۔ اور پوچھا۔ کہ لڑکا سوتا ہے؟ میں نے یہ لفظ سنے۔ تو میں بھی وضو کر کے آپ کے بائیں طرف نماز پڑھنے جا کھڑا ہوا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا۔

آپ کا ایک معجزہ

ایک دفعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں آپ کی ہمت حد نہیں سنتا ہوں۔ مگر پھر بھول جاتا ہوں۔ ایسا ہو کہ میں بھولانہ کروں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اپنی چادر پھیلاؤ میں نے پھیلا دی۔ تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو چلو کی طرح بنایا اور میری چادر میں ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اب اس چادر کو اپنے اوپر لپیٹ لو۔ میں نے لپیٹ لی۔ اس کے بعد پھر میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

وفات کی پیشگوئی

ایک دن آنحضرت نے اپنی عمر کے آخری دنوں میں ایک خطبہ پڑھا۔ اس میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا و آخرت کے متعلق اختیار دیا۔ کہ جسے چاہے پسند کرے۔ اس بندے نے آخرت کو پسند کر لیا۔ حضرت ابو بکر یہ بات سن کر رونے لگے یہاں تک کہ ان کی جبین نکل گئیں۔ بعض صحابہ نے کہا۔ ان کو اس بات پر رونا کیوں آیا۔ بھلا اس میں رونے کی کونسی بات ہے۔ اچھا ہوا جو اس بندے نے دنیا چھوڑ کر آخرت کو پسند کر لیا۔ (مگر بعد میں صحابہ کو معلوم ہوا کہ اس میں آنحضرت نے خود اپنا ذکر کیا تھا۔ یعنی یہ کہ خدا نے مجھے اختیار دیا کہ چاہا ہوں تو دنیا میں رہوں۔ چاہے اللہ کی طرف سفر اختیار کر دو۔ چنانچہ آنحضرت نے اللہ کو اختیار کر لیا۔ اور چونکہ حضرت ابو بکر سب سے زیادہ علم اور عقل والے تھے اس لئے وہ فوراً بات کی تہ کو پہنچ گئے۔) حضرت ابو بکر کے اس رونے پر آنحضرت نے فرمایا اے ابو بکر نہ رو۔ اے لوگو اگر سب سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان ہے تو ابو بکر کا ہے۔ سب سے زیادہ ابو بکر نے مجھ پر اپنا مال اور اپنا وقت قربان کیا ہے۔ اگر میں کسی کو خدا کے سوا جانی دوست بنانا تو ابو بکر کو ہی بنانا۔ ہاں وہ میرے اسلامی بھائی اور پیارے ہیں۔ دیکھو مسجد میں جن جن لوگوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ سب کو بند کر دو۔ صرف ایک ابو بکر کا دروازہ کھلا رکھا

عمار کی شہادت کی خبر دینا

جن دنوں مسجد نبوی بن رہی تھی۔ اور صحابہ تو ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے۔ اور عمار بن یاسر دو دو اٹھا کر لاتے تھے۔ آنحضرت نے جب ان کی محنت کو ملاحظہ فرمایا۔ تو محبت سے ان کی مٹی جھاڑنے لگے۔ اور فرمایا انہوں نے اے عمار مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ تو ان کو جنت کی طرف بلاتا ہو گا۔ اور وہ تجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت عمار حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ان کی طرف سے باغیان خلافت سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔)

فوجی کرتب مسجد میں

ایک دفعہ حبشی گنکے باز مدینہ میں آئے۔ اور اپنا فن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں دکھانے لگے آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اور اپنے دروازہ پر جو مسجد میں کھلتا تھا۔ اس طرح کھڑے ہو گئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اندر سے ان کے کرتب دیکھ لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پردہ کر رکھا تھا۔

پادری عبدالحق صاحب کی حلیہ و سلیہ

رسالہ ریویو آف ریلیجیوں بابت جولائی ۱۹۲۷ء میں ایک نٹ بعنوان "صداقت حضرت مسیح موعود پر ایک پادری سے گفتگو" شائع ہوا ہے۔ جس میں مختصر طور پر پادری عبدالحق صاحب کی اس کھلی شکست کا تذکرہ ہے۔ جو انہیں گجرات (پنجاب) میں نصیب ہوئی۔ پادری صاحب موصوفت اس مضمون کو پڑھ کر بہت سٹ پٹائے۔ اور نہریت خوردہ حریت کی طرح مذہبی حرکات کے ترکیب ہو رہے ہیں۔ کبھی تو آپ ایڈیٹر صاحب "العصا" (گجرات) کی سچی شہادت پر انہیں "قادیانی مسیح کا خفیہ شاگرد" بتا رہے ہیں۔ جو اس وقت تک کھلے طور پر احمدیت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور کبھی ہمیں بے تحاشا گالیاں دے رہے ہیں۔ تاکہ عیسائیوں میں تیس ماراں بنے رہیں۔ چنانچہ اخبار "نور افشاں" (لاہور) ۱۰ اگست ۱۹۲۷ء کی پہلی قسط میں آپ ہمارے متعلق یوں درافتائی فرماتے ہیں: "ان کا مطمح نظر جھوٹ اور دھندلا۔ جھوٹ بچھونا جھوٹ سسرانہ" (ابالی فرقہ)۔ ابلہ طرازی۔ درود بیانی وغیرہ پادری صاحب کے ہم ذاتی طور پر واقع ہیں۔ ان کی تہذیب و دانشگری کے لحاظ سے ابھی یہ پہلا قدم ہے۔ ہمیں ان سے زیادہ کی توقع ہے۔ مگر انہیں یاد رہے۔

یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں مینہ دار ہم نے اس نوٹ میں بتلس گفتگو اس چیلنج کا بھی ذکر کیا تھا جس پر آپ گجرات میں اخیر تک فاموش رہے۔ اور جس کے الفاظ میں آپکو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ انجیل کی رو سے حضرت مسیح کی ایک چیلنجی پوری ہوئی ثابت کریں۔ تو میں حضرت مرزا صاحب کی آٹھ پیشگوئیاں پیش کروں گا" (ریویو ص ۱۰) ہم نے اس چیلنج کو نوٹ میں تمام عیسائی پادریوں کیلئے عام کر دیا تھا۔ اس پر پادری صاحب موصوفت تحریر فرماتے ہیں: "نیتان قادیان کے اس جانندھری شیر نے جو چیلنج عام عیسائی پادریوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کو ہم بقول قادیانی مولوی فاضل انجیل سے ناواقف ہونے کے باوصف بھی اپنے نام پر ہی منظور کرتے ہیں" (نور افشاں ۱۰ اگست) ان الفاظ سے عیاں ہے کہ پادری صاحب نے کسی وجہ کے ماتحت یہ الفاظ لکھے ہیں۔ ورنہ قادیان میں جہاں عیسائیوں نے ان کے نام کے ساتھ مندرج قادیان کے مطبوعہ الفاظ کو پیش سے کانکر ان کی حقیقت کو ظاہر کر دیا تھا۔ آپ انرا کر چکے ہیں کہ میں تمہاری فاکس اس سے کبھی مباحثہ نہ کروں گا۔ خیر ہم بہت خوش ہیں۔ کہ پادری صاحب دنیا کو حقیقت حق کا ایک اور موقعہ دیں گے۔

پادری صاحب کا چیلنج منظور آپ لکھتے ہیں:-

"جواب میں تمام قادیانی علماء کے سامنے یہ چیلنج پیش کرتے ہیں کیا کوئی شیعہ دل (قادیانی)۔ قابلہ کے لئے آئیگا؟" غالباً جناب نے ہماری نقل کرتے ہوئے یہ لفظ لکھ دئے ہیں کیونکہ اگلے الفاظ میں کوئی چیلنج مذکور نہیں۔ ہاں شرائط مناظرہ کے عنوان سے آپ کے شرط اول یہ لکھی ہے۔ کہ ایک مضمون عیسائی مسلمات میں سے منتخب کیا جائے۔ اور ایک احمدی عقائد میں سے اردو دونوں پر بحث ہوگا۔ حالانکہ یہ بات تو پہلے سے ہمارے چیلنج میں موجود ہے۔ سچ ہے عقل را عقل بائد ہاں اگر آپ کا منشا یہ ہے کہ اس مذکورہ بالا بحث کے علاوہ دوسرا مباحثہ اس طور سے ہو تو بھی "چشم مار دشمن دل ماشاد" ہمیں بخوشی منظور ہے۔ آپ ہمارے عقائد میں سے کوئی ایک منتخب کر لیں۔ ہم بھی کر لیں گے۔ غرض ہم ہر پہلو سے آپ کا چیلنج منظور کرتے ہیں۔ ہمارے چیلنج کی منظوری آپ دے چکے ہیں۔ اس پر بحث مقدم ہے۔ تاریخ کا تعین اور مقام بحث کے تقرر سے جلد مطلع کریں بہتر ہو کہ یہ بحث بھی تحریری ہو جائے۔

شرائط مناظرہ

۱- شرط اول اور دوم ہر دو پر ہونے کی ہے۔ آپ نے باقی شرائط حسب ذیل پیش کی ہیں۔
۲- "دعویٰ اور اس کے دلائل فریقین اپنی اپنی مسلمہ کتب سماویہ میں پیش کرینگے۔ اس کے علاوہ معقولی دلائل تائیدی رنگ میں لیا کریں گے۔ ہم اس شرط کو بلا ترمیم منظور کرتے ہیں۔ اگر ہمیں یقین ہو تا کہ آپ تائیدی رنگ کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ لیکن اب ہم اس کے ساتھ بغرض توضیح اتنے الفاظ زیادہ کرتے ہیں۔ بشرطیکہ مسلمہ کتب سماویہ معقولی دلائل کی اجازت دیں۔ اور وہ ان کتب کے کسی بیان کے خلاف نہ ہوں۔" امید ہے کہ آپ اس محول تشریح کو منظور فرمائیں گے۔
۳- مناظرہ تحریری یا تقریری جس صورت میں چاہیں ہمیں منظور ہے۔ مگر تحریری مناظرہ کی صورت میں یہ شرط ضرور ہوگی۔ کہ معقولی دلائل کیلئے بجز بائبل اور قرآن کے اور معقولی کیلئے سوا منطق و فلسفہ کی کتابوں کے اور کسی قسم کی کتاب یا پرزہ دستی یا چاپ شدہ رکھنے کی اور سوا فریقین کے ایک ایک مناظرہ کے کسی مددگار کو اپنے پاس بٹھانے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔
الجواب:- مناظرہ دونوں طرح یعنی تحریری و تقریری ہونا چاہیے۔ مناظرہ کی غرض جو نکلے ذاتی برائی کا اظہار نہیں۔ بلکہ تحقیق حق مطلوب ہے۔ اس لئے کسی تحریر یا مددگار کے پاس بٹھانے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ مذہب کا معاملہ ہے۔ مرغوں کی لڑائی نہیں۔ لیکن اگر آپ بائبل ہم پر ہی اصرار کریں۔ تو ہمیں یہ بھی منظور ہے۔ بلکہ ہم اس بات کی بھی بخوشی اجازت دیدیں گے۔ کہ آپ اپنے مددگاروں کو بائبل ہم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمدرد رکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۴- پہلی اور آخری تقریر یا تحریر مدعی کی جانب سے ہوگی۔ منظور ہے۔
۵- فیصلہ کے لئے ہر فریقین ایک یا تین غیر جانبدار قابل تعلیم پانڈتہ بیچ چنے جائیں گے۔ ہمیں ثالث کا تقرر بھی منظور ہے۔ لیکن پادری صاحب نے جو چار صفات ثالث کیلئے مقرر کئے ہیں وہ کسی جگہ موجود نہیں ہو سکتے۔ ہمارے نزدیک جب بحث بائبل اور قرآن مجید میں محدود ہے۔ تو ثالث ہو ہی نہیں سکتا۔ کیا پادری صاحب یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ کہ ایک غیر عیسائی ان کی نسبت بائبل زیادہ سمجھتا ہے؟ اگر نہیں۔ تو پھر اس کا منصف ہونا چاہئے۔ دارالافتاء کے یہ طریقہ ہی غلط ہے۔ خصوصاً جبکہ مباحثہ تحریری ہے۔ ہر شخص خود پڑھ سکیگا۔ لیکن ہم پادری صاحب کو راہ ہزار سے ہٹانے کیلئے ان کی خاطر یہ شرط بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کیا وہ ایسے ثالث جو ہمہ صفات اربعہ غیر عیسائی اور غیر مسلم ہوں پیش کرینگے؟ تا نا انتخاب کیا جائے ہاں انہیں یہ بھی بتانا چاہیے کہ ثالث کے فیصلہ کا کیا اثر ہوگا؟ اگر اس کی بھر تغلیط ہو سکتی ہے۔ تو یہ صرف بچوں کا کھیل ہے۔ اور اگر نہیں تو بھروسہ کو یا خدا کا کلام ہوا جس پر مذہب کا انحصار ہوگا۔ غرض پادری صاحب کو اس شرط کے تمام نیشب و فراز نظر رکھ کر جواب لکھنا چاہئے۔
۶- مناظرہ کیلئے ایسا شہر چنا جائیگا جو آس۔ پی مشن کے حلقہ خدمت کے اندر ہو۔ یہ شرط بھی منظور ہے۔ مگر آپ پہلوان تمام شہروں کے نام شائع فرمائیں جو آس۔ پی مشن کے حلقہ خدمت میں ہیں ان میں سے صرف ایک من انتظام رہائش وغیرہ کی تمام ذمہ داری آپ پر ہوگی۔
۷- شرائط کا تصفیہ تاریخ مناظرہ سے کم از کم ایک ماہ پیشتر ہونا چاہئے منظور ہے!

پادری صاحب کے شرائط پیش کردہ پختہ رہا کہ کسی کے بعد ہم دوبارہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم پادری صاحب موصوفت کے چیلنج کو نہایت کشادہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ انہی شرائط اور ایسی ہی دیگر شرائط مثلاً صد وغیرہ کے متعلق ہم سے براہ راست قادیان کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔ تا جلد فیصلہ ہو سکے۔ کیونکہ آپ بعد تصفیہ شرائط بھی ایک ماہ کی ہمدت مانگتے ہیں۔ اخبارات میں دیر ہو جاتی ہے۔ دیکھو نور افشاں ۱۰ اگست میں تسطیحا شائع ہوئی تھی ہم نے سچا کہ سارا مضمون دیکھ کر جواب دیجئے۔ مگر وہ سلسلہ لایعنی تو ابھی تک جاری ہے اس لئے مناسب سمجھی گیا کہ چیلنج کا جواب شائع کر دیا جائے۔ باقی جھوٹا کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ریویو آف ریلیجیوں پر یہ روز بروز شائع ہو سکیگا کیونکہ نامعلوم آپ اس سلسلہ کو کب تک بے فائدہ لہیا کرتے ہیں۔

پادری صاحب ہی پرچہ نور افشاں میں لکھتے ہیں
اخلاقی فرض
اگر قادیانی حضرات کوئی تحریر اس مضمون کے جواب میں یا اور کسی صورت میں ہمارے متعلق شائع کریں تو ان کا اخلاقی فرض ہوگا کہ وہ ضرور ایسی تحریر سہارنپور کے پتہ پر ہمارے پاس بھیجیں۔ ورنہ کسی منظرہ جواب کی ذمہ داری ہم پر عائد نہ ہوگی۔ ہم تو پادری صاحب کے مجوزہ اخلاقی فرض کے مطابق یہ اختیار انہیں بھیج رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

مولوی محمد علی اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحبان

پرودہ کے متعلق متضمت بیانات کے

۱۷۶

معاصر فاروقی ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء میں پرودہ کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت صاحب کی تحریروں میں عجیب و غریب تضاد ثابت کیا گیا ہے۔ اور لطف یہ کہ ان تحریروں میں کوئی لمبا زمانی قبضہ نہیں صرف سترہ دن کا فرق ہے۔ اور مزید لطف کی بات یہ ہے کہ یہ ان ایام کی تحریروں ہیں۔ جبکہ مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈھوڑی میں دن رات اکٹھے رہتے اور ایک دوسرے سے ہر وقت ہم کلامی کا شرف رکھتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے پرودہ کے مدود کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ جہاں مولوی محمد علی صاحب کے خیالات کے بالکل خلاف ہے۔ وہاں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق ہے۔ اور اس بیان کے مطابق ہے۔ جس کے خلاف مولوی صاحب نے بڑے غیظ و غضب کی حالت میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا اور جوش مخالفت میں ان کے قلم سے حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف ایسے الفاظ نکل گئے تھے۔ جو شرافت و تہذیب سے کبھی خالی ہونے کے علاوہ جوہٹ اور افترا پردازی کی غلاطت میں بھی لٹھڑے ہوئے تھے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک گفتگو کے دوران میں اسلامی پرودہ کی یہ تشریح فرمائی تھی۔ "آنکھیں اور ان کے ارد گرد کا فقور انفقور احقہ نکار رکھا جاسکتا ہے"

(افضل ۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

مولوی محمد علی صاحب نے اس گفتگو کے خلاف ایک مضمون ۱۳ جولائی کے پیغام صلح میں شائع کرایا جس میں لکھا:

"قرآن نے ضروریات زندگی کی خاطر چہرہ کو پرودہ سے مستثنیٰ کر دیا ہے"

اور ضروریات زندگی کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ

ضروریات زندگی میں میر کے لئے نکلنا بھی داخل ہے۔ کیونکہ صحت جسمانی کے لئے اس کی ضرورت بھی ہے"

ظاہر ہے مولوی صاحب نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے بالکل خلاف اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے مستورات کے

چہرہ کو پرودہ سے بالکل مستثنیٰ کر دیا۔ اور ایسا کرتے ہوئے قرآن کو اپنی تائید میں بتایا۔ لیکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے پرودہ کے متعلق اپنا جو مضمون ۳۱ جولائی کے زمانہ اخبار تہذیب نسواں میں شائع کرایا۔ اس میں صاف طور پر لکھا۔

شرعیات اسلام کی رو سے ہاتھ اور چہرہ کا اتنا حصہ جس میں آنکھیں ناک اور منہ ہو۔ کھلا رہنا جائز ہے"

مطلب یہ کہ سارا چہرہ کھلا رکھنا شرعیات اسلام کی رو سے جائز نہیں۔ یہی حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ ان بیانات میں جو صریح تضاد ایک کو نظر آ رہا ہے۔ آیا ڈاکٹر صاحب خود بھی اسے محسوس کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر

ان کے نزدیک تضاد نہیں۔ تو ہم بانی کر کے مولوی صاحب کی اور اپنی مندرجہ بالا تحریروں کا ایک مفہوم ثابت کر کے دکھائیں۔ اور اگر تضاد ہے۔ اور اپنے بیان کو "شرعیات اسلام کے رو سے درست یقین کرتے

ہیں۔ تو بتائیں۔ مولوی صاحب نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ قرآن نے چہرہ کو پرودہ سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ یا نہیں۔ اور ایک مفسر قرآن کی شان کے کہاں تک مطابق ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

"اگر کوئی شخص کسی وجہ سے جسم کا کوئی حصہ بھی کھلا رکھنا نہیں چاہتا۔ تو اس کی مرضی۔ البتہ یہ ضرور ہے۔ کہ جس حد تک کھلا رکھنا جائز رکھا گیا ہے۔ اس سے زیادہ نہ رکھے" اور جس حد کی

تشریح وہ خود یہ لکھ کر چکے ہیں۔ کہ "چہرہ کا اتنا حصہ جس میں آنکھیں ناک اور منہ ہو۔ کھلا رہنا جائز ہے"

اب جو شخص سارا چہرہ کھلا رکھنے کا قوسے دیتا ہے۔ یقیناً جس حد تک چہرہ کھلا رکھنا جائز رکھا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کھلا رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ کیا وہ شرعیات اسلام کے مدود سے صریح

تجاوز نہیں کرنا۔ اسے ڈاکٹر صاحب شرعیات اسلام کا حامی سمجھتے ہیں یا مخالفت۔

اسی سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب اور مولوی صاحب کے خیالات میں ایک اور بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ اور وہ پہلے تضاد سے بھی بہت زیادہ دلچسپ ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"اس معاملہ میں یعنی پرودہ کے بارے میں قرآن و حدیث کا

حکم ہمارے سر آنکھوں پر ہونا چاہئے۔ کم از کم میں تو اس حکم کے ماتحت اس امر کا جواز سمجھتا ہوں۔ کہ ہر مسلمان کے گھر میں چاہے وہ کتنی ہی سخت پردہ کا پابند ہو۔ عورتیں بعض ایسے مرد رشتہ داروں یا غیر رشتہ داروں کے سامنے کھلے منہ آجاتی ہیں۔ جن کا نام سورہ نور میں محرم رشتہ داروں (دیور) یا بہن کا خاندان (بہنوئی) ہے"

مطلب یہ کہ مولوی صاحب کے نزدیک دیور اور بہنوئی سے شریعت اسلام کے رو سے پرودہ نہیں کرنا چاہئے۔ باوجود اس کے کہ ان کے نام ان محرم رشتہ داروں میں نہیں۔ جن کا

سورہ نور میں ذکر ہے۔ لیکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایسے رشتہ داروں سے پرودہ نہ کرنا قطعاً ناجائز اور شریعت اسلام کے خلاف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مطلب یہ کہ مولوی صاحب کے نزدیک دیور اور بہنوئی سے شریعت اسلام کے رو سے پرودہ نہیں کرنا چاہئے۔ باوجود اس کے کہ ان کے نام ان محرم رشتہ داروں میں نہیں۔ جن کا سورہ نور میں ذکر ہے۔ لیکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایسے رشتہ داروں سے پرودہ نہ کرنا قطعاً ناجائز اور شریعت اسلام کے خلاف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"گھر کے اندر بہت سے رشتہ دار غیر محرم مردوں سے مطلق کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ شریعت کے رو سے ان سے اسی قدر پردہ کا حکم ہے۔ جتنا ایک غیر رشتہ دار مرد سے۔ مثال کے طور پر ہمارے متحدہ وستان کے دیور اور بہنوئی لے لو۔ دیور بھادج۔ اور سانی بہنوئی کی بے تکلفی اور دل لگی اور مذاق زمانہ پر روشن ہے۔ حالانکہ شریعت کے رو سے دیور اور بہنوئی غیر محرم ہیں"

کیا یہ عجیب بات ہے۔ جن نامحرم مردوں کے نام لے لے کر مولوی صاحب ان سے پرودہ نہ کرنا قرآن اور حدیث کے رو سے جائز قرار دے رہے ہیں۔ انہیں سے پرودہ نہ کرنا ڈاکٹر صاحب کی ضروری تباہی ہے۔ اور ساتھ ہی دیور بھادج اور سانی بہنوئی کی بے تکلفی۔ دل لگی۔ اور مذاق کا زمانہ پر روشن ہونے کا حوالہ دے کر ان کے پرودہ کرنے کی ضرورت ثابت کر رہے ہیں اور پھر اس پر اس قدر زور دیتے ہیں۔ کہ جو اس کے خلاف کہتا ہے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

ریار رکھو۔ غیر محرم پر زینت کا اظہار اسلام میں سخت ممنوع ہے۔ خواہ وہ غیر محرم گھر کے باہر ہو۔ یا گھر کے اندر بہنوئی اور دیور) ہو۔ جو اس کے خلاف کہتا ہے۔ وہ غلط کہتا ہے مطلب اپنی خواہشات کا اتباع ہے۔ اسلام کا صرف یہاں ہے۔

یہ الفاظ ایسے صاف اور واضح ہیں۔ کہ ان کے متعلق کسی کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہم ان کی بنا پر ڈاکٹر صاحب سے تو یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے ہاں اس کے خلاف تو نہیں ہوتا اور مولوی محمد علی صاحب سے یہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ ہر مسلمان کے گھر میں خواہ وہ کتنے ہی پرودہ کا پابند ہو! میں ڈاکٹر صاحب کا گھر بھی شامل ہے۔ یا نہیں۔ اور ان کے ہاں بھی طریق جاری ہے یا نہیں۔ کہ "عورتیں بعض ایسے مرد رشتہ داروں یا غیر رشتہ داروں کے سامنے کھلے منہ آجاتی ہیں۔ جن کا نام سورہ نور میں محرم رشتہ داروں میں نہیں جیسے خاندان بھائی (دیور) یا بہن کا خاندان (بہنوئی) ہے"

مسلمان کے گھر میں ان کے فتوے پر عمل نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ